(شیعی مذہب) اور تصوف تھا۔ ادب عربی اس کے بعد ایرانی ضرب امثال، اور حِکَم، ایرانی کہانیوں اور ایرانی تخیلات میں بری طرح ڈوب گیا۔

(فجر الاسلام صفحہ ۳۱۰)

فیصلہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے قرآن کو اٹھالینا چاہیے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا ایران کے ایک بڑے دانشور (قاضی نور اللہ شوستری) کا کہنا ہے کہ اصل قرآن تو ہم نے چوری کرلیا، اب مسلمانوں کے پاس ثوابوں والی کتاب رہ گئی ہے۔ مگر جس طرح شیر کے آگے سے اپنی بکری ہٹانا مقصود ہوتو کم ازکم کوئی متبادل شے (لومڑی۔ گیدڑ) ہی دھکیل دیا جائے تاکہ وہ اس سے الجھا رہے۔ بالکل اسی طرح ہوا عجمیوں نے اپنے فرستادوں کے ذریعے پہلے حدیثوں کے مجموعے رکھے، پھر قرآن اٹھالیا۔ فارس کے جلال الدین رومی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ کہا ۔

ما ز قرآن مغز را بر داشتم
استخوانہا را پیش سگاں انداختم

یعنی ہم نے قرآن سے مغز قسم کی چیز نکال دی ہے، بقایا ہڈیاں کتوں کے آگے پھینک دی ہیں (ان کی نظروں میں گویا ہم کتّے ہیں) انہوں نے پارسیوں کو اماموں کے لبادے اوڑھا کر عربوں میں دھکیل دیا۔ (بہت سے علماء طبری کو شیعہ کہتے ہیں۔ لیکن ہم علامہ جامع العلوم حضرت عمادی کی تحقیق سے متفق ہیں کہ امام کہلانے والے طبری دراصل پارسی تھے) اماموں کی ایک فوج بھیج کر انہوں نے یہ کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ کیا اور کامیابی حاصل کی۔ ایسا انتقام لیا کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اُن کے مذموم مقاصد کی

راہ میں حائل حضرت عمرؓ کی ذات تھی۔ پہلا وار انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ پر کیا۔ انہیں دنیا سے رخصت کر دیا۔ اس لئے بھی کہ انہی کے دور میں ان کے حکم سے ایران فتح ہوا تھا انؓ کے قاتل ابولولو فیروز کو ایران میں حضرت بابا شجاع (بہادر بابا) کے نام سے نوازا جاتا ہے۔ جہاں اس کا (غالباً فرضی) مقبرہ زیارت گاہ خاص و عام ومحترم ہے (The Mirage In Iran P.5) (بے شمار لوگ فیروزہ پتھر والی انگشتری اسی فیروز کی یادگار کے طور پر پہنتے ہیں)

بلا شبہ ایران نے اپنی شکست کا انتقام لے لیا۔ جو انہیں عربوں کے ہاتھوں اٹھانی پڑی تھی۔ اس کا اعتراف ایران کے ارباب فکر ونظر بھی کرتے ہیں۔ حسین کاظم زادہ عصر حاضر کے مشہور مورخ ہیں۔ وہ اپنی کتاب ''تجلیات روح ایران در ادوار تاریخی'' میں لکھتے ہیں۔

> جس دن سے سعد بن ابی وقاصؓ نے خلیفہ دوئم کی جانب سے ایران کو فتح کیا اور اس پر غلبہ پایا۔ ایرانی اپنے دل میں کینہ وانتقام کا جذبہ پالتے رہے۔ کینہ وانتقام کا یہ جذبہ متعدد مواقع پر ظاہر ہوتا رہا۔ تا آنکہ فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑ جانے سے یہ کلیۃً بے نقاب ہوگیا۔ ارباب علم واطلاع اس حقیقت کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد وظہور میں اعتقادی مسائل اور نظری اور نقلی اختلافات کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ کو بھی دخل تھا۔ ایرانی اس بات کو نہ کبھی بھول سکتے تھے اور نہ قبول اور معاف کر سکتے تھے۔ کہ مٹھی بھر ننگے پاؤں پھرنے والے بادیہ نشین عربوں نے ان کی مملکت پر قبضہ کر لیا۔ اس قدیم مملکت کے خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا۔ اور ہزاروں بے گناہ انسانوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد یہ مورخ لکھتا ہے۔

ہمارے دانشمند بزرگوں کو نہ تو فاطمہ سے عشق تھا، اور نہ ہی خاندان بنوامیہ سے دشمنی نہ عباسؓ سے یاری نہ علیؓ سے رشتہ داری۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح عرب حکومت کا تختہ الٹ جائے۔ اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور حکومت بحال ہو جائے۔ چونکہ ہاشمی خلافت حضرت علیؓ کے بعد ختم ہوگئی اور اموی خالص عربی حکومت دنیائے اسلام کی مرکزی حکومت تسلیم کر لی گئی اس طرح عرب عجم پر بری طرح مسلط ہو گئے، فالہذا ہمارے لئے واحد چارہ کار یہی تھا کہ ہم ہاشمیوں کا ساتھ دے کر ان کو ابھارتے، ہمارے بزرگوں نے یہی کچھ کیا۔

دنیائے اسلام میں ایران اول وآخر وہ واحد مثالی ملک ہے جس نے ملت اسلامیہ سے کنارہ کشی اختیار کر کے نفاق وافتراق اور منافرت کی روش اپنائی۔ ایران سے وحدت اسلامی کو ہمیشہ خطرہ لاحق رہا ہے۔ ایران کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول برحق ہے۔ جو امیر لشکر ابوعبیدہ بن جراحؓ سے منقول ہے۔ (سراب فی ایران ص ۳)

''تم ایک ایسی سرزمین کی طرف جا رہے ہو جو مکر وفریب وخیانت سے بھری ہوئی ہے۔ اور جس میں ایک ایسی قوم آباد ہے جو شر کی ماہر اور خیر سے نابلد ہے'' ملاحظہ ہو ایران کی کاریگری کہ انہوں نے قرآن کریم کے لاتبدیل احکامات کو خود رسولؐ کے عمل سے بدل کر رکھ دیا۔ رسولؐ سے وہ کام کروائے جس سے اللہ نے منع کیا تھا۔ اس سے یہ ہوا کہ ان احکامات کی مسلمانوں کی نظروں میں کوئی اہمیت نہ رہی کہ اللہ کا رسولؐ اگر نو سال کی بچی کے ساتھ خلوت روا رکھتا ہے تو ہمارے لئے رکاوٹ کیسی؟ اور سادہ لوح مسلمانوں نے مجوسیوں کی فریب کاریوں کو دین سمجھ کر سینہ سے لگایا اور ان کے بچھائے ہوئے دام ہم رنگ میں گرفتار ہوئے۔ ایسے کہ آج تک نکلنے کی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی

آج سعودی عربیہ کا چینل لگایئے تو سب سے زیادہ وہی کہتے نظر آئیں گے۔ قال البخاری۔ بخاری کہتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون (۲/۱۵۶)

----------☆☆☆----------

(1) قرآن کریم کا واضح حکم ہے۔ و لا تئوتوا السفہآء اموالکم التی جعل اللہ لکم (۴/۵) اور نا سمجھ لوگوں کو تم ان کا مال نہ دو جن کو اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے..... اگلی آیۃ ملاحظہ ہو۔ وابتلوا الیتمیٰ اذا بلغوا النکاح فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم (۴/۶) اور یتیموں کا امتحان لیتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں تب اگر تم ان میں عقل کی پختگی پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ یعنی ان میں سوجھ بوجھ پیدا ہو جائے جب۔

اس آیۃ کریمہ کی رو سے اللہ نے نکاح کی عمر بلوغت کے ساتھ مشروط کر دی اور بلوغت کی وضاحت یہ فرمائی کہ جب لڑکا یا لڑکی سماجی معاملات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اب للہ بتایئے کہ چھ سال یا نو سال کی بچی یا بچہ اس قابل ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی معاملہ طے کیا جائے؟ انہیں تو ماں باپ سودے کے لئے سو روپیہ کا نوٹ بھی نہیں دیتے کہ راستے میں کہیں گرا دیں گے، یا دکاندار کم پیسے دے گا اور یہ لے کر چلے آئیں گے۔ یا کوئی ان سے چھین لے گا۔ اللہ تعالیٰ تو نبوت بھی بالغ ہونے کے بعد ہی عطا کرتا تھا۔ یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ و لما بلغ اشدہ اٰتینٰہ حکماً و علماً و کذالک نجزی المحسنین (۱۲/۲۲) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانائی اور علم بخشا اور نیکوکاروں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ موسیٰ کے بارے میں فرمایا۔ و لما بلغ اشدہ استوی اٰتینٰہ حکماً و علماً و کذالک نجزی

المحسنین (۱۴/ ۲۸) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانائی اور علم بخشا اور نیکوکاروں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

قارئین ایک جگہ تو یوں لگتا ہے کہ رب نے بلوغت کی عمر چالیس سال بتائی ہے فرمایا۔اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا۔اس کی ماں نے اسے تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا اڑھائی برس میں ہوتا ہے۔حتیٰ اذا بلغ اربعین سنۃ (۴۶/۱۵)۔یہاں تک جب وہ خوب جوان ہو چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے...... قوامیس میں بالغ کا ترجمہ Mature اور بلوغت کے لئے Maturity لکھا ہے۔کہیں Major of age کہیں Adult لکھا ہے۔چھ یا نو سال کی عمر کہیں نہیں لکھی۔بقول راوی عروہ نے اپنے والد سے سنا کہ۔حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح (۶) برس کی عمر میں ہوا اور و ادخلت علیہ وھی تسع۔اور دخول صحبت (۹) برس کی عمر میں ہوا (بخاری کتاب النکاح باب ۸۶ حدیث نمبر ۱۲۰) یہ بات ماخذات کی تمام کتابوں میں درج ہے۔اس کے راوی ہشام بن عروہ یا ابن شہاب زہری کو بتایا جاتا ہے (جو تحقیق سے ثابت ہوا کہ زہری مجوسی تھا) وہی زہری جس نے دین اسلام میں زہر گھول دیا۔میرے نزدیک (النسآء۔۵) میں درس عبرت پنہاں ہے کہ جب تک معاملہ کی سدھ بدھ نہ ہو کسی کو فریق نہ بنایا جائے اور نکاح کو تو کہتے ہی عقد ہیں یعنی فریقین کے درمیان (Contract) کیا بالغ اور نابالغ کے درمیان کسی قسم کا کنٹریکٹ ہو سکتا ہے؟ اور اسے دنیا کی کوئی بھی عدالت درست اور صحیح تسلیم کرے گی؟ زوج عربی میں جوڑے کو کہتے ہیں، جیسے دو پاؤں کے جوتے جو ایک دوسرے کی تکمیل کا موجب بنتے ہیں۔(One of a pair) باہم دیگر ہم رنگ و ہم آہنگ (Pair Couple) انسانی جوڑے خواہ وہ میاں بیوی کی صورت میں ہوں یا

عام رفقاء کی صورت میں، اس سے مراد ہے ایک دوسرے کے رفیق۔۶-اور ۹-سال کی عمر میں شادی طبائع بشری اور اصول مقاربت کے منافی ہے۔اس عمر کا بچہ نہ جنسیات سے آگاہ ہوتا ہے اور نہ ہی جنسی خواہشات کا متحمل۔بلکہ اس کے لئے تو مقاربت اذیت کا باعث ہوتی ہے۔دونوں کے درمیان جذب وکشش کی تحریک اس وقت ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے جب طالب ومطلوب اپنے عمل کے ثمر سے آگاہ ہوں۔اسی وجہ سے قرآن کریم نے نابالغی کے نکاح کو ثمر آور نہیں ٹھہرایا۔طالب کو پتہ ہے کہ ایجاب وقبول کیا ہے، مگر مطلوب اپنی کم سنی کی وجہ سے نہ ایجاب سے آگاہ ہوتا ہے نہ قبول سے۔یہ اصول بشریت اور قرآن کریم کے خلاف ہے۔یہ کام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کر ہی نہیں سکتے تھے۔یہ شوشہ رئیس المحدثین امام محمد بن شہاب زہری (۱۲۴ م) کا ہے جنہیں غلط بیانی پر کئی بار وارننگ بھی مل چکی تھی۔مگر اس کی غلط بیانی کام کر گئی۔حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت شادی ۱۹ سال تھی۔

قرآن کریم نے نکاح کو مِیۡثَاقًا غَلِیۡظًا (۴/۲۱) یعنی پختہ ترین، گاڑھا، دبیز معاہدہ کہہ کر پکارا ہے اور یہی واحد طریقہ ہے جس کے ذریعہ مرد اور عورت کے مابین جنسی تعلق ممکن اور حلال ہو جاتا ہے۔اس وجہ سے قرآن نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ معاہدۂ نکاح سے پیشتر ہی اس معاہدے کے فریق مرد اور عورت ایک دوسرے سے ہم آہنگی کو اچھی طرح سمجھ بوجھ لیں۔مردوں کو حکم دیا گیا کہ تم زبردستی عورتوں کے مالک نہ بن جایا کرو۔یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا، (۴/۱۹) اے ایمان کے دعویدارو! حلال نہیں تم پر وہ عورتیں جو تم سے کراہت کرتی ہوں۔زہری کے بہتان نے تین کام کئے (۱) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو داغدار کیا کہ وہ بشریت کے کسی قاعدہ قانون کو خاطر میں نہیں لاتے تھے (۲) نابالغ لڑکی

سے شادی کر کے قرآن کے حکم کو پامال کیا (۳) اور زہری نے اپنے لئے کم سن بچیوں تک پہنچنے کی راہ ہموار کی۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مرغی سے زیادہ چوزے قوت بخش ہوتے ہیں۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں ''کنواری لڑکیوں کے ساتھ جماع کرنے میں فائدہ ہے، عورت خوب صورت نہ ہو تو شوہر کے جسمانی قوا کمزور ہو جاتے ہیں۔

(امام ابن قیم المحدث زاد المعاد طب نبوی صفحہ ۴۷۹)

جب (۶) سال کی معصوم بچی کے ساتھ نکاح حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرلیا تو اس طرح یہ عمل امت کے لئے سنت قرار پایا۔ اور اس کے خلاف لب کشائی پر کفر اور انکار حدیث کے فتوے لگتے ہیں۔ حالانکہ جو مولوی عائشہ صدیقہؓ کی عمر بوقت رخصتی ۶-۹ بتاتا ہے، اگر اس سے اس کی ۶/ سالہ بیٹی کا ہاتھ مانگا جائے تو وہ چھوٹتے ہی کہے گا ''تم کافر ہو گئے ہو'' معصوم بچی سے رشتہ جوڑتے ہو۔

کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی اتباع نہیں کرتے تھے؟ کہ نابالغ لڑکی سے شادی کر بیٹھے۔ حالانکہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے رب نے کہا جعلناك علىٰ شريعةٍ من الامر فا تبعها ..... (۴۵/۱۸) ہم نے تمہیں شریعت دی تم اس کی اتباع کرو۔ نبیؐ نے کہا۔ ان اتبع الا ما یوحیٰ الی (۶/۵۰) میں کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ پھر اللہ نے خود شہادت دی ہے۔ اتبع الا ما یوحیٰ ..... (۱۰/۱۵) یہ کس قسم کی اتباع تھی کہ نکاح کے لئے رب کا حکم بلوغت ہے اور اس کا پیغمبر اس حکم کو (معاذ اللہ) پامال کر کے نابالغ لڑکی سے نکاح کر لیتے ہیں؟ یارو! یہ بہتان عظیم ہے، نہ تو یہ ممکن ہے، نہ ایسا ہوا۔ مگر ہماری کتب میں یہ واقعہ موجود ہے، اور اس کو سچ ماننے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اس کے منکر پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ یہ مجوسی افسانہ ہے۔

ہمارے مولوی حضرات حدیث کو ماننے کی دلیل سورۃ حشر کی (آیہ ۷) سے

دیتے ہیں۔ و ما اٰتکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم فا نتھوا۔ یعنی رسول جو تمہیں دے اسے لے لو جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اوپر دی گئی آیات کریمات سے ثابت ہے کہ رسول نے ہمیں کیا دیا؟ اللہ کی کتاب یا اُن کے اڑھائی سو سال بعد سنی سنائی روایتوں کے وہ مجموعے جنہیں ایرانیوں نے جمع کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو امت کو قرآن کے سوا حدیثوں کا کوئی مجموعہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنی باتوں کو نوٹ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ کہا لا تکتبوا عنی شیئا مجھ سے غیر از قرآن کوئی بات نہ لکھی جائے۔ جس نے لکھی ہو وہ مٹا دے۔ بخاری جلد سوم کتاب فضائل القرآن میں ہے کہ۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے کہا قرآن کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔

-----------☆☆☆-----------

(2) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبل از نبوت بھی اُس عمل کا ارتکاب نہیں کر سکتے تھے، جس سے بعد میں اللہ نے منع فرمایا ہو۔ قرآن کریم پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متبنیٰ (لے پالک منہ بولا بیٹا) بنایا ہی نہیں تھا۔ اللہ کا فرمان ہے۔ اللہ نے نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ ہی تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا جنہیں تم بیٹے کہہ بیٹھے ہو یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اور اللہ تو سچی بات بتاتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے (۳۳/۴)